مجاہدِ اعظم

حصہ اول

شاکر حسین امروہوی

maablib.org

کراچی

مجاہدِ اعظم

حصۂ اوّل

تحقیقات صحیح و سوانح مستند حضرت سید الشہدا امام الثقلین امام حسینؑ

اور

مکمل حالات و اسباب واقعہ ہائلہ کربلا

مصنفہ

مؤرخِ نامور و محققِ بے بدل

حضرت مولوی سید شاکر حسین صاحب نقوی امروہوی

ناشرین

کارکنانِ اُردو ادبستان جے پور

مطبوعۂ [illegible] پریس دہلی

قیمت

چار روپے

کوئی ایسی حرکت جو صبر و رضا کے منافی ہو قولاً یا فعلاً تو درکنار اشارتاً کنایتہً بھی ان سے
وقوع میں نہیں آسکتی تھی۔

جس طرح مردوں میں سب کے قوائے جسمانی و دماغی یکساں نہیں اسی طرح عورتوں میں بھی سب عورتیں یکساں نہیں ہوتیں بعض عورتوں کی قوتِ قلب قوتِ ارادہ قوتِ استقلال ایسی حیرت انگیز دیکھنے میں آتی ہے کہ بڑے بڑے اولوالعزم مرد متحیر و مبہوت رہ جاتے ہیں تو ہم کیسے مان لیں کہ وہ عالی مرتبت مخدرات جو نساء اولین و آخرین کی فخر ہوں جن کی قوتِ ارادی قوت صبر و تحمل اور جذباتِ وقار و حیا کی مثال طبقۂ نسواں تو درکنار مردوں میں بھی ملنی دشوار ہو۔ وہ بے تابی اور بے صبری سے ایسی متاثر ہو جائیں کہ ان کو اپنے ذاتی وقار اور خاندانی عظمت کا بھی خیال نہ رہے مرزا دبیر حضرت کی شہادت کے وقت جناب زینب کے آنے کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

نامحرموں کا ہوش نہ پردہ کا ہوش ہے ۔۔ یہ سب لہو کا جوش ہے الفت کا جوش ہے

مگر نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا تھا کہ سیدۃ النساء العالمین کی بیٹی اور دنیا میں پردہ قائم کرنے والے کی نواسی اپنے اختیار سے نامحرموں کے مجمع میں آجاتیں۔ ایسا خیال اور ایسا بیان دنیائے اسلام کی اُن خورزادیوں کی سراسر توہین ہے۔ اور جو لوگ خاندانِ رسالت کی ان ممتاز اور ان عالی جاہ خواتینِ معظمات کے حرکات و سکنات خیالات و جذبات کو اپنے گھروں کی عورتوں کی طرح خیال کرتے ہیں وہ یقیناً سخت اور خطرناک غلط فہمی کے ارتکاب کے مجرم ہیں۔

(۱۸) حضرت شہر بانو کا رَے کی طرف چلا جانا

ان ہی غلط موضوع اور بے بنیاد روایات میں یہ قصہ بھی نہایت مشہور

ہے کہ حضرت کی شہادت کے بعد جب آپ کا گھوڑا در خیمہ پر آیا تو جناب شہر بانو سوار ہو کر رَے کی طرف چلی گئیں راستہ میں ان کا بھائی شہر یار جو کمک کے واسطے لشکر لئے ہوئے آرہا تھا بہن سے ملا۔ اور اس وجہ سے کہ واقعات شہادت ہو چکے تھے۔ بہن کو اپنے ساتھ لے کر واپس چلا گیا فاضل دربندی نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اکسیر العبادت میں شہر یار کا آنا تو نہیں لکھا مگر یہ ضرور بیان کیا ہے کہ جناب شہر بانو فاطمہ یا سکینہ یا زبیدہ زوجہ قاسم بن حسنؑ کو اپنے ساتھ لے کر گھوڑے پر سوار۔ رَے کی طرف چلی گئیں اور وہاں کوہ شمران کے ایک غار میں پوشیدہ ہو گئیں لیکن یہ روایت سراسر لغو اور کذبِ محض ہے اور اس میں حسب ذیل امور تنقیح طلب ہیں۔

(ا) کیا شہر بانو اس وقت تک زندہ اور واقعہ کربلا میں موجود تھیں۔

(ب) کیا یہ ممکن تھا کہ شہر بانو تمام اہل بیت اور اپنی اولاد کو اس مصیبت میں چھوڑ کر محض اپنے تحفظ کے لئے اس طرح علیحدگی اختیار کر لیں۔

(ج) کیا ان کا کوئی بھائی مسمّیٰ شہر یار موجود تھا۔ اگر تھا تو کیا شہر یار کو کسی ملک کی سلطنت حاصل تھی اگر تھی تو ملک کی۔

(د) کیا جناب سید الشہداء نے ان کو رَے کی طرف جانے کی اجازت دیدی تھی۔

(ھ) اگر یہ شہر بانو والدہ سید الساجدین نہ تھیں تو کیا کوئی دوسری عجمی شہزادی تھیں اگر تھیں تو حضرت نے ان سے عقد کب کیا تھا۔ امر اول کی نسبت عموماً محققین کا اتفاق ہے کہ شہر بانو واقعہ کربلا کے وقت زندہ ہی نہ تھیں بلکہ اس واقعہ سے ۲۲ سال پہلے ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ چنانچہ ملا محمد حسن قزوینی ریاض الشہادۃ میں لکھتے ہیں

"از احادیث ظاہر می شود کہ شہر بانو مادرِ امام زین العابدین در صحرائے کربلا حاضر نہ بود بلکہ آنچہ مستفاد می شود از اخبار اینست کہ در وقتِ وضع حمل از دنیا رفت و آں مصائب و وقائع را ندید"

ملائے مجلسی جلاء العیون میں ابن بابویہ سے بہ سند حضرت امام رضا علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت امام زین العابدین علیہ السلام از دیلم رسید وچوں آنحضرت ازو متولد شد او برحمت الہٰی واصل باشد۔"

محمد بن سلیمان تنکابنی "تکمیل المصائب" میں ارقام فرماتے ہیں:۔

"وقول دیگر در شہربانو کہ در کربلا ہمراہ بود واسیر شد۔ ایں نیز ضعیف است ومحلِ اعتنا نیست واضح ایں کہ شہربانویہ وخواہرش کہ زوجۂ امام حسن بود۔ حاملہ شدند وہر دو متولد شدند وہر دو در ایام نفاس وفات یافتند وآں کودکے کہ از شہربانویہ متولد شد۔ حضرت سید سجاد بود۔ کہ اورا بعضے از کنیزکان سید الشہدا کہ ام ولد بودند کفیل شدند وشیر دادند پس در کربلا ہمراہ نبود وبر وفق ہمیں قول کہ اختیار کردیم صدوق علیہ الرحمہ کہ المحدثین است حدیثے در کتاب۔ عیون اخبار الرضا در مجلد ثانی ذکر فرمودہ وار باب مقاتل معتبرہ مانند صدوق در امالی ابن نما در مثیر الاحزان شیخ مفید در ارشاد سید رضی الدین ابن طاؤس در لہوف ومجلسی در بحار واخوند ملا حسن یزدی در مہیج الاحزان وابومخنف وغیر آنہا از مقاتل معتبر ذکر نکردہ اند کہ شہربانویہ در کربلا۔ در میان اسیران بود۔"

میرزا محمد حسن خان اعتماد السلطنت "خیرات حسان" میں لکھتے ہیں۔

"بارے حضرت شہربانو چنانکہ در اخبار معتبرہ رسیدہ است بجالِ نفاس در گذشت"

اور پرنس فرہاد مرزا "قمقام ذخار" میں تحریر کرتے ہیں۔

"آنچہ از کتب معتبرہ وروایات محدثین شیعہ بنظر رسیدہ شہربانو در نفاس وفات یافت وکفالت وحضانت امام سجاد را یکے از امہات اولاد حضرت

سید الشہدا علیہ السلام ہمی نمود"

اور اس کی سند میں حدیث عیون اخبار الرضا ارقام کی ہے۔

سپہر کاشانی "ناسخ التواریخ" میں لکھتے ہیں:۔

"چوں شہربانو در ہنگام ولادت علی ابن الحسین وداعِ جہاں گفت ودر سفر کربلا۔ ملازمتِ خدمتِ سید الشہدا را نداشت۔"

مولانا سید حبیب حیدر صاحب کا ارشاد ہے۔

"جن روایتوں سے جناب شہربانو کا واقعہ کربلا میں تشریف رکھنا معلوم ہوتا ہے وہ زیادہ اعتماد کے لائق نہیں ہیں اور مجہول الاسانید ہیں اور ان معظمہ کا حضرت امام زین العابدینؑ کی ولادت کے ساتھ وفات پانا اقوی اور اظہر ہے۔"

مولانا سید ناصر حسین صاحب ایک استفتٰی کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کتاب العیون اخبار الرضا سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شہربانو والدہ ماجدہ امام زین العابدین نے قریب ولادت سید سجاد انتقال فرمایا"

خود فاضل دربندی جنہوں نے شہربانو کے رَے کی طرف جانے کا طومار باندھا ہے۔ "اکسیر العبادت" میں لکھتے ہیں۔

فلابد ان یکون ھذہ المرأۃ غیر شاہ زنان التی ھی بنت الملک یزدجرد ام الامام سید الساجدینؑ فان ام الامام قد ماتت فی النفاس فی ولادۃ الامام۔	ضرور ہے کہ یہ معظمہ حضرت شاہ زنان دختر بادشاہ یزدجرد والدۂ امام سید الساجدین کے علاوہ ہیں کیونکہ امام سجاد کی والدہ حضرت کی ولادت کے وقت وفات پا چکی تھیں۔

اسی طرح اور بہت سے علما اور مورخین کے اقوال ہیں جن کو بخیالِ طوالت چھوڑا جاتا ہے۔

maablib.org

امر دوم :- اگر اس روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے شہر بانو کی نسبت کئی شبہات وارد ہوتے ہیں ۔

(ا) انہوں نے ایسی قیامت خیز مصیبت کے وقت رسول اللہ کی نواسیوں اور خاتونِ محشر کی بیٹیوں اور بہوؤں کا ساتھ چھوڑ کر ایک بڑی اخلاقی کمزوری کا اظہار کیا ۔

(ب) انہوں نے اپنی عزت کو دختران سیدۃ النساء العالمین کی عزت پر مقدم کیا

(ج) خاص بنی ہی اولاد کے لئے کیا ایسی دردناک مصیبت میں چھوڑ کر مادری شفقت اور فطری ہمدردی کو خیر باد کہہ دیا ۔

آپ کی ذات گرامی سے کبھی یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ اپنے تحفظ کی خاطر ایسے فعل کو جو ہمدردی اور وفاداری اور مروّت سے خلاف ہے ۔ گوارا فرمایا ہو ۔

امر سوم :- ہمارے پاس کوئی ایسی تاریخی شہادت نہیں ہے کہ یزدجرد پدر جناب شہر بانو کا کوئی بیٹا بنام شہر یار موجود تھا ۔ بالفرض اگر ہو بھی تو یزدجرد کے کسی بیٹے کا مسلمان ہونا یا کسی حصۂ ملک کی سلطنت حاصل کرنا کسی مورخ نے نہیں لکھا ۔ متقدمین اور متاخرین کی تمام معتبر و مستند کتابیں دیکھنے سے کہیں اشارتاً و کنایتاً بھی اس کا ذکر نہیں پایا جاتا کہ زوالِ سلطنت کے بعد شہر یار پسر یزدجرد یا کسی دوسرے کسرائی شہزادے کو آج تک پھر سلطنت خواہ کسی چھوٹے سے ملک کی ہی حاصل ہوئی ہو ۔

جب شہر یار اور اس کی سلطنت یا ریاست کا وجود ہی نہیں تو اس کا لشکر لے کر حضرت کی کمک کو آنا کس قدر لغو اور بے سر و پا ہے ۔

مولوی ناصر حسین صاحب بھی ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :- شہر یار کا قصہ قطعاً کتب معتبرہ میں نہیں اور اس کا قصہ جس طرح روضہ خواں پڑھتے ہیں وہ بالکل غلط اور سراسر خلاف واقعات مسلمہ مورخین فریقین ہے ۔ ایک یہ امر بھی قابل غور و لحاظ ہے کہ نبی یا امام کے مامور من اللہ ہونے کے وقت اس کے والدین

بقید حیات نہوں ورنہ ان پر بھی بیٹے کی اطاعت فرض ہو جائے گی ۔ اس کلیہ یا عقیدہ کے موافق جس پر علماء امامیہ کا اتفاق ہے جناب سید الشہداء کی رحلت کے وقت جناب شہر بانو کا زندہ ہونا تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ سید الساجدین اسی وقت امام مفترض الطاعت منجانب اللہ ہو گئے تھے ۔

امر چہارم کی نسبت صاف ظاہر ہے کہ علماء و مورخین کی تمام مستند کتب ہیں اس سے خالی ہیں کہ حضرت نے شہر بانو سے ایسا فرمایا ہو کہ تم گھوڑی پر سوار ہو کر چلی جانا گھوڑا تم کو وہاں پہنچا دیگا جہاں خدا کا حکم ہوگا ۔ فاضل دربندی کا اکسیر العبادت میں یہ لکھنا کہ :-

وفی بعض کتب التواریخ المعتبرۃ ان شہربانویہ التی کانت فی کربلا ھی ام زوجۃ القاسم وقد اوصیٰ بہا سید الشہداء اوصیٰ لہ الغدا بان ترکب جوادہ بعد الشہادۃ فھو یوصلہا الی الارض المقدرۃ لہا ۔

بعض کتب تواریخ معتبرہ میں بیان ہوا ہے کہ شہر بانو جو کربلا میں موجود تھیں وہ زوجۂ قاسم کی والدہ تھیں اور جناب سید الشہداء نے ان کو وصیت کی تھی کہ میری شہادت کے بعد گھوڑے پر سوار ہو جانا وہ تم کو اس زمین پر پہنچا دے گا جہاں کے لئے حکم خدا ہوگا ۔

ہرگز قابل اعتنا نہیں فاضل موصوف نے فی کتب التواریخ معتبرہ تو لکھ دیا لیکن کسی کتاب یا سند کا حوالہ تحریر کرنے کی تکلیف گوارا نہ کی جب ان کے خیال میں منتخب الشہداء اور بحر الانساب جیسی کتابیں تاریخ کی کتب معتبر میں شمار کرنے کے قابل ہیں تو وہ واقعات صحیح اور غیر صحیح میں کیا امتیاز کر سکتے ہیں ۔ یہ واقعہ انہوں نے بحر الانساب سے نقل کیا ہے اور یہ کتاب مہملات و لغویات سے جیسی بھری ہوئی ہے محتاج تشریح نہیں ۔ پھر ایسی حالت میں اس قصہ کے مہمل و لغو ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے ۔

maaolib.org

اِس کے علاوہ شہربانو کے ساتھ اِس حکم کی کوئی خصوصیت بھی نہیں پائی جاتی حضرت نے اپنے دوسری ازواج لیلےٰ، رباب اور ام اسحٰق کو ایسا حکم کیوں نہیں دیا بالخصوص رباب کو جن سے آپ سب سے زیادہ مانوس تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شہربانو نے اپنی دوسری اسیری کی ذلت کا خوف ظاہر کیا تھا مگر جب حضرت کو معلوم تھا کہ میرے بعد سب اہل بیت کا یہی حال ہونے والا ہے اور خود آپ کی بہنیں جو دین و دنیا کی شہزادیاں اور آپ کی ازواج سے عظمت و منزلت میں زیادہ ہیں اسی بلا میں گرفتار ہونے والی ہیں تو فقط شہربانو کی اسیری کا ایسا خیال و پاس کوئی وجہ نہیں رکھتا تھا اس کے علاوہ حضرت ان کو گھوڑے پر سوار ہونے کی کیونکر اجازت دیتے، درحالیکہ شرع محمدی میں عورتوں کو گھوڑے کی سواری سے منع کیا گیا ہے۔

امر پنجم:- آقائے دربندی نے اپنی عادت کے موافق یہ بھی اک قیاسی تجویز کی ہے کہ زبیدہ کی والدہ اور سید سجاد کی مادر گرامی قدر دونوں حقیقی بہنیں تھیں اور حضرت سید الشہداء نے بعد وفاتِ والدۂ سید سجاد ان کی خواہر سے عقد کر لیا تھا اور یہی معظمہ حسب وصیتِ سید الشہداء گھوڑے پر سوار ہو کر گئیں تھیں۔ چنانچہ آپ کتاب جواہر الانفال میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"مخفی نماند کہ ایں مخدرۂ مظلومہ و سیدۂ طاہرہ طیبہ یعنے شہربانو دختر بادشاہ یزدجرد زوجہ سید الشہداء روحی لہ الفداء و مادرِ زبیدہ عروسِ قاسم غیر شاہ زناں دختر یزدجرد و مادرِ سید الساجدین است زیرا کہ مادرِ آں خلیفۃ اللہ در ایام نفاس برحمتِ خدا پیوست و ایں شہربانو بہ خالۂ آنحضرت خلیفۃ اللہ بودہ است و ایں را جناب سید الشہداء در حبالۂ عقد در آورد۔ درحالیکہ بیوہ بود۔"

گویا فاضل دربندی اس کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ والدہ سید الساجدین آپ کی ولادت کے

وقت رحلت فرما چکی تھیں اور ان کا نام شاہ زنان تھا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ شہربانو جو کربلا سے رَے کی طرف گئیں وہ شاہ زنان کی بہن اور حضرت سید السجاد کی خالہ تھیں اور ان کا نام شہربانو تھا مگر یہ بھی فاضل مذکور کا ایک ذاتی اجتہاد اور قیاسی فیصلہ ہے جو انہوں نے بحر الانساب کی نقل پر کر دیا ہے حالانکہ متقدمین اور متاخرین کی کتابیں اس ذکر سے خالی ہیں اگرچہ بعض روایات میں یزدجرد کی دو بیٹیوں اور بعض میں تین بیٹیوں کا وارد مدینہ ہونا بیان کیا گیا ہے لیکن ایک کر زیادہ کا داخلِ زوجیتِ سید الشہداء ہونا کسی روایت میں نہیں پایا جاتا۔ تو محض قیاسی اور احتمالی بیان اثباتِ واقعہ کے لئے کافی نہیں ہو سکتا اور یہ لغو اور بیہودہ خیال ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ بلکہ جمہور کے خلاف ناموں کا الٹ پھیر بھی فاضلِ موصوف کی جدت طرازی یا صاحب بحر الانساب کی قوتِ اختراعی کا نتیجہ ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر وہ روایت ہے جس کو علامہ ابن شہر آشوب نے تحریر کیا ہے آپ کتاب مناقب میں تحریر فرماتے ہیں:- وَجاؤا بالحرم اساری الا شہربانویہ فانہا التفت لنفسہا فی الفرات جس سے پایا جاتا ہے کہ جناب شہربانو دریائے فرات میں ڈوب کر مر گئیں۔ ہم حیران ہیں کہ ابن شہر آشوب جیسے بزرگوار نے ایسی روایت کو اپنی کتاب میں کس طرح جگہ دی اور کیا ایسا ممکن تھا کہ زوجہ امام اور مادرِ امام خودکشی کے فعل کی جو شرعاً حرام ہے مرتکب ہوتیں۔ تعذیر خودکشی کی تصریح قانون الٰہی (قرآن) میں ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے۔

لَا تقتلوا انفسکم اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بکم رحیمًا وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ عدوانًا وظلمًا فسوف یصلیہ الخ

اپنے نفسوں کو خود قتل نہ کرو (یعنی خودکشی نہ کرو) کیونکہ خدا ضرور تمہارے حال پر مہربان ہے اور جو شخص ایسا جو

وظلم (خودکشی) کریگا۔ یاد رہے کہ ہم بہت جلد اس کو آگ میں جھونک دیں گے اور یہ بات اللہ کے لئے آسان ہے پارہ ۵ سورۂ نساء آیہ ۲۹۔

وہ گھر جو مہبط قرآن سرچشمۂ علم اور منبع ہدایت تھا اور اس کا ہر فرد، مرد و عورت بوڑھا بچہ احکامِ قرآنی سے باخبر اور یکساں عامل تھا کیا ایسے گھر کی ایک ممتاز خاتون کو جو امام کی بہو۔ امام کی بھاوج، امام کی بی بی اور امام کی ماں تھی اس تہدید الٰہی کی خبر نہ تھی کہ خودکشی کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اس کے علاوہ یہ روایت سوائے ابنِ شہر آشوب کے کسی نے نہیں لکھی صاحب مقام الذخار اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "منافی با جمیع روایات فریقین است"۔

(۱۹) تاراجیٔ خیام۔ تاراجیٔ لباس، پامالی نعش

(۱۹) خیام اہل بیت کا مع چادرہائے مخدراتِ عصمت تاراج کیا جانا۔ حضرت کے جسدِ مطہر سے لباس کا اُتارنا اور آپ کی نعشِ مقدس کا پامالِ سُم اسپاں ہونا ایسے مشہور واقعات ہیں کہ ان سے انکار کرنا مشکل ہے اور عموماً متقدمین اور متاخرین کی کتابیں ان اذکار سے بھری ہوئی ہیں۔ مخالفوں کی شقاوت اور قساوت اور بے غیرتی و بے حمیتی کو دیکھتے ہوئے اِس قسم کی کمینہ اور شرمناک حرکات کچھ تعجب خیز نہیں، درحقیقت ان دشمنانِ شرافت وانسانیت نے حسن کو شریف سمجھنا۔ شرافت کی توہین ہے اور انسان کہنا انبیاء نوع کی کسرشان ہے اپنی وحشیانہ سفاہت اور ابلیسانہ شرارت میں کوئی کمی نہیں کی ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت اور ان کے بہیمانہ جذبات درندوں سے زیادہ خطرناک تھے انہوں نے ایک حاکم کی خوشامد میں اپنی ملکی خصوصیت اور قومی حمیت کو خیرباد

کہہ کر ان ہولناک مظالم کا ارتکاب کیا جن کی مثال پیش کرنے سے تمام قوم کی تاریخیں معذور ہیں۔ دنیا کے تمام ظالموں اور سفاکوں کی بے رحمیاں ان کے سامنے گرد ہیں ایسے شیطان سیرت اور ناپاک سرشت انسانوں سے اس طرح کی قابل نفرت حرکات کچھ بھی بعید نہیں نہ ان پر حیرت و استعجاب کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے۔

اگرچہ یہ واقعات جن کی روایتیں حدِ تواتر تک پہونچی ہوئی ہیں ذرا بھی کسی تنقید کی گنجائش نہیں رکھتے لیکن شاید ہمارا یہ قیاس بے معنے نہ ہو کہ ایک ایسی سرکار کی لوٹ جہاں امیرانہ جاہ و جلال تو درکنار، فقیرانہ ساز و سامان کی بھی یقیناً کمی تھی۔ اور جو ضروریاتِ زندگی سے زیادہ ہونے کے علاوہ بالکل ہی سادہ اور محض معمولی تھا۔ ہزاروں آدمیوں کے جم غفیر کو کیا لالچ دلا سکتی تھی اگر عوام کو چھوڑ کر خواص کی طرف خیال کیا جائے تو افسرانِ فوج خود رؤسائے قوم اور سردارانِ قبائل تھے۔ ان کو اس تاراجی سے کیا نفع حاصل ہو سکتا تھا۔ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت کے ساتھ وہ خزانہ یا اس کا معتدبہ حصہ مع تحائف و نفائس موجود تھا جو آپ نے مکہ سے چل کر منزل تنعیم پر یمن سے آتا ہوا لے لیا تھا۔ اور جس کو ابن خلدون اور ابن طاؤس بحیرون بیان عامل یمن کا یزید کی طرف بھیجا ہوا قیمتی زیور پارچہ جات اور سامان لکھتے ہیں چنانچہ آپ نے محمد بن بشیر حضرمی کو ان کے بیٹے کی گرفتاری کے فدیہ میں ہزار روپے کے کپڑے دئے تھے۔ اس کے علاوہ یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ آپ کے ساتھ جس قدر جماعت تھی وہ بھی کئی سو سے کم نہ تھے اگر آپ بالکل خالی تھے۔ تو ان کے مصارف کیونکر پورے ہو سکتے تھے۔ ہم اس کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں۔ مگر گفتگو صرف اس میں ہے کہ ایک مذہبی پیشوا اور روحانی سردار جو محض ہدایتِ امت کا بیڑہ اٹھا کر گھر سے نکلا ہے جس کا نصب العین سلطنت و حکومت نہیں اُس کے گھر کو۔ درہم و دینار کے توڑوں۔ گراں بہا کپڑوں اور طلائی و نقرئی زیوروں سے

maablib.org